صوبہ بلوچستان میں بلوچ و پشتون قبائل کا مشترکہ خاندانی نظام اور اس کی شرعی حیثیت

Joint Family System of Baloch and Pashtun Tribes in Balochistan Province and its Shariah Status

Muhammad Aslam Hasni
PhD Scholar, Dept. of Islamic Learning, University of Karachi:
aslamhasni57@gmail.com

Dr. Taj Muhammad
Assistant Professor , Dept. of Islamic Learning, University of Karachi:
taj@uok.edu.pk

Abstract:
Balochistan province is a large province in Pakistan in terms of area most of its population consists of Baloch and Pashtun whose culture and customs have their own temperament and their culture and traditions have a prominent position in Pakistan. One of the same culture and lifestyle is the joint family system. Maybe because the economic weakness and lack of resources have fostered this system, however, the residents of Balochistan province still adhere to this tradition despite their resources and economic stability, especially the Pashtun belt, which has abundant wealth but its However, they prefer this system. Historically, it is also said that since agriculture is essential in rural life, the more people there are in this system, the more labor force there will be in agriculture, hence the joint family system. The agricultural production system can also be in the remaining districts of Balochistan province, generally due to economic weakness or lack of resources, this system is prevalent, but the Pashtun belts, which are economically stable, are also part of the joint system, but in the city of Quetta, the joint system is used. Compared to the system, the separate system is increasing. The family system, whether it is joint or separate, both have their own advantages and disadvantages, but it is a common view that both the joint and separate systems are prevalent in the religion of Islam, but the separate system of religion is It is closer to Islam, that's why the Shariah status of the joint system and the related survey of Baloch and Pashtuns in Balochistan will also be reviewed so that the Shariah status of traditions can be clarified in the light of Shariah principles.

Keywords: *Traditions, fostered, abundant, prevalent, reviewed, Shariah, principles.*

صوبہ بلوچستان میں بلوچ و پشتون قبائل کا مشترکہ خاندانی نظام اور اس کی شرعی حیثیت

صوبہ بلوچستان کی اسی فیصد آبادی تقریبا دیہی زندگی پہ مشتمل ہے دیہات کشادہ و پر فضا ہوتے ہیں اس لئے وہاں عموما مشترکہ خاندانی نظام ہی رائج ہے بلکہ اسی نظام کو بہترین قرار دیا جاتا ہے اور جداگانہ نظام کو انتہائی معیوب سمجھا جاتا ہے اور جو لوگ اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے مشترکہ نظام سے نکل کر جداگانہ نظام کی طرف آتے ہیں تو ان کو معاشرتی طور پہ دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان پہ طرح طرح کے جملے کسے جاتے ہیں جبکہ دین متین میں ہمیں مشترکہ و جداگانہ دونوں نظام کی صراحت ملتی ہے خاندانی ضرورت کے تحت اسلام نے اس کی اصولی باتیں بیان کر دی ہیں جس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں اور کچھ امور وہ ہیں جو معروف پر چھوڑ دیئے جاتے ہیں جو معاشرے میں بذاتِ خود بہتر اور اچھے جانے جاتے ہیں اور اسلامی اصولوں سے متصادم نہ ہوں خاندانی نظام بھی اسی کا حصہ ہے۔ اب اس معاملے میں خاندانی نوعیت کیا ہو گی مشترکہ خاندانی نظام یا منفرد خاندانی نظام کو اختیار کیا جائے اسلام میں دونوں کی مثالیں ملتی ہیں اولیٰ یہ ہے کہ اس کو حالات و معمولات پہ چھوڑ دیا جائے کہ کن حالات یا ماحول میں کونسا طریقہ اختیار کیا جائے جس میں فوائد زیادہ ہوں اسی نظام کا حصہ بننا چاہئے۔

بلوچستانی روایات اور اسلام کا مطلوبہ نظام

دین اسلام میں جداگانہ خاندانی نظام کی تائید میں دلائل زیادہ ہیں قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی سے متعین ہو جاتا ہے کہ دین متین جداگانہ خاندانی نظام کو پسند کرتا ہے جیسے کہ فقہ اسلامی کا واضح شرعی مسئلہ ہے کہ اگر مرد صاحب استطاعت ہے تو بیوی کو علیحدہ سے مکان لے کر دے اسی طرح پردے کی صحیح پاسداری بھی جداگانہ خاندانی نظام میں ممکن ہے۔ مشترکہ نظام بلوچستان میں ماضی کے مقابلے میں اگرچہ کچھ کم ہوا لیکن اب بھی قبائلی لوگ اسی کو فوقیت دیتے ہیں۔ راقم کے سروے سے مشترکہ خاندانی نظام کے حوالے سے جو نتائج بر آمد ہوتے ہیں اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مشترکہ نظام ان کی مجبوری و ضرورت بن چکا ہے اس کی بنیادی وجہ وہی قبائلی نظام ہی ہے اور لوگوں کی ترجیحات ہیں اسی لئے اسی نظام کو ترجیح دی جاتی ہے۔ سروے کی رپورٹ درج ذیل ہے۔

مشترکہ خاندانی نظام مفید ہے؟	جی ہاں	جی نہیں	سروے رپورٹ

	۶۴.۸۶	۳۵.۱۳	واضح ہوا کہ قبائلی لوگ مشترکہ نظام کو اب بھی ترجیح دیتے ہیں۔[1]

لیکن ماضی کے مقابلے میں مشترکہ نظام پہ جداگانہ نظام کو سبقت حاصل ہوتی جارہی ہے کیونکہ ماضی میں اسی سروے کی سو فیصد رپورٹنگ مشترکہ نظام کی حامی تھی اب یہ رپورٹنگ سو سے ساٹھ یا ستر فیصد تک آگئی ہے بہر حال اسلامی نقطہ نگاہ میں جداگانہ نظام زیادہ محتاط اور شرع سے قریب تر ہے اس لئے جداگانہ نظام کو مشترکہ نظام پہ بنیادی اہمیت حاصل ہونی چاہئے۔ مشترکہ نظام میں پردے کی صحیح پاسداری بہت مشکل ہے جس کا اندازہ اس سروے سے بھی لگایا جاسکتا ہے جس میں بلوچستان کے تمام اضلاع کے سروے کا ایک جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔[2]

مشترکہ خاندانی نظام میں پردہ داری ممکن ہے؟	جی ہاں	جی نہیں	سروے رپورٹ
	۳۷.۸۳	۶۲.۱۶	واضح ہوا کہ قبائلی لوگوں کی اپنی رائے ہے کہ باسٹھ فیصد لوگوں کے نزدیک مشترکہ خاندانی نظام پردہ داری کے لئے بہتر نہیں بلکہ پردہ داری بہت مشکل ہے۔

[1] بلوچستان کے تمام اضلاع کا انٹرویو، محمد اسلم حسنی، ۲۰۲۳ء

[2] بلوچستان کے تمام اضلاع کا انٹرویو، محمد اسلم حسنی، ۲۰۲۳ء

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ"[3]

اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے۔

قرآنِ پاک میں ازواجِ مطہرات کو رب کریم نے پردے کے بارے اس طرح مخاطب فرمایا:

"وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ"[4]

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"اس آیت میں ایک لفظ ہے وقرن یہ جمع مؤنث امر حاضر کا صیغہ ہے اس میں دو احتمال ہیں یا تو یہ قرار سے بنا ہے اس صورت میں اس کا معنی ہو گا اے نبی کی بیویو اپنے گھروں میں سکونت پذیر رہو اور بغیر شرعی ضرورت کے گھروں سے باہر نہ نکلو لیکن اس کا حکم تمام مسلمان عورتوں کو شامل ہے اور کسی مسلمان عورت کے لیے شرعی ضرورت کے بغیر گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے۔"[5]

عورت کے لئے پردہ ضروری امر ہے جبکہ قبائلی نظام جو مشترکہ نظام پہ ہی مشتمل ہوتا ہے جس میں بسا اوقات بہت سارے رشتے ایک ساتھ زندگی گزارنے پہ مجبور ہوتے ہیں یہاں تک کہ ان رشتوں میں اپنے بھائیوں کے ساتھ

---

[3] النور ۲۴/ ۲۷

[4] الاحزاب ۳۳/ ۳۳

[5] سعیدی، غلام رسول، علامہ، تفسیر تبیان القرآن، فرید بک اسٹال، لاہور، ۲۰۰۵ء، ج۹، ص۴۲۵

ساتھ چچا وغیرہ بھی شامل ہوتے ہیں سب کا اپنا خاندان ہے مجموعی طور پہ ان سب کا خاندانی سلسلہ ایک بہت بڑے خاندان کو تشکیل دیتا ہے اتنے بڑے خاندان میں جن سے پردہ لازمی ہے ان سے بچنا بہت مشکل ہے۔ اس لئے احوط یہی ہے کہ جداگانہ نظام ہی تشکیل دیا جائے اور ہر شخص ایک آزاد زندگی بسر کر سکے کسی فرد کی کسی کے معاملے میں کوئی مداخلت نہ سکے۔ درج بالا سروے سے یہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ صوبہ بلوچستان میں اب بھی لوگ مشترکہ نظام کو ہی مفید اور ہر اعتبار سے بہتر سمجھتے ہیں البتہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ لوگ اب اس نظام میں پہلے کی بہ نسبت دلچسپی کم رکھتے ہیں کیونکہ جس قدر سہولیات اور معاشی استحکام ہوتا جا رہا ہے لوگ بھی جداگانہ نظام میں منتقل ہوتے جا رہے ہیں۔

نبی کریم ﷺ اور ازواج مطہرات کا طرزِ عمل اور قبائلی مشترکہ نظام

نبی کریم ﷺ کی اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ رہائش جداگانہ تھی اگر مشترکہ نظام دین اسلام میں مشروع ہوتا تو آپ ازواج مطہرات کو ایک ساتھ ہی رکھتے۔ حدیث پاک میں ہے:

"كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ فَأَرْسَلَتْ أُخْرَى بِقَصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتْ يَدَ الرَّسُولِ فَسَقَطَتِ الْقَصْعَةُ فَانْكَسَرَتْ فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِسْرَتَيْنِ فَضَمَّ إِحْدَاهُمَا إِلَى الْأُخْرَى فَجَعَلَ يَجْمَعُ فِيهَا الطَّعَامَ وَيَقُولُ غَارَتْ أُمُّكُمْ كُلُوا. فَأَكَلُوا فَأَمْسَكَ حَتَّى جَاءَتْ بِقَصْعَتِهَا الَّتِي فِي بَيْتِهَا فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَى الرَّسُولِ وَتَرَكَ الْمَكْسُورَةَ فِي بَيْتِ الَّتِي كَسَرَتْهَا."[6]

نبی اکرم ﷺ امہات المؤمنین میں سے ایک کے پاس تھے آپ کی کسی دوسری زوجہ نے ایک پیالہ کھانا بھیجا پہلی زوجہ نے (غصے سے کھانا لانے والے) کے ہاتھ پر مارا اور پیالہ گر کر ٹوٹ گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے برتن کے دونوں ٹکڑوں کو اٹھا کر ایک کو دوسرے سے جوڑا اور اس میں کھانا اکٹھا کرنے لگے اور فرماتے جاتے تھے تمہاری ماں کو

[6] نسائی، احمد بن شعیب، سنن النسائی، کتاب حسن سلوک، حدیث نمبر ۳۴۰۸

غیرت آگئی ہے (کہ میرے گھر اس نے کھانا کیوں بھیجا) تم لوگ کھانا کھاؤ۔ لوگوں نے کھایا پھر قاصد کو آپ نے روکے رکھا یہاں تک کہ جن کے گھر میں آپ تھے اپنا پیالہ لائیں تو آپ نے یہ صحیح سالم پیالہ قاصد کو عنایت کر دیا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اس بیوی کے گھر میں رکھ چھوڑا جس نے اسے توڑا تھا۔

"عن عائشة قالت ما رايت صانعة طعام مثل صفية اهدت إلى النبي صلى الله عليه وسلم إناء فيه طعام"[7]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے جیسی کھانا بنانے والی کوئی عورت نہیں دیکھی انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن بھیجا جس میں کھانا تھا۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ازواج مطہرات کے ساتھ بے تکلفی اور خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔ بعض دفعہ ان کی آپس کی نوک جھونک اور خوش طبعی سے بھی ملحوظ ہوا کرتے اس واقعے میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میرے پاس حضرت سودہ تشریف لائیں تو میرے اور آپ ﷺ کے درمیان بیٹھ گئی میں نے حضرت سودہ کے چہرے پہ حریرہ مل دیا تو اس کے بدلے میں حضرت سودہ نے بھی میرے چہرے پہ حریرہ مل دیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ اس منظر کو دیکھتے اور ہنستے رہے۔[8]

نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ تمام ازواج مطہرات کے گھر ہر روز تشریف لاتے۔

"عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَان رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ فَيَدْنُو مِنْ إِحْدَاهُنَّ فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحْتَبِسُ"[9]

---

[7] ایضا، حدیث نمبر ۳۴۰۹

[8] ایضاً، کتاب عشرۃ النساء، حدیث نمبر ۸۹۱۷

[9] البخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب النکاح، حدیث نمبر ۵۲۱۶

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے اور ان میں سے کسی ایک کے قریب بھی بیٹھتے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ حضرت حفصہ کے یہاں گئے اور معمول سے زیادہ کافی دیر تک ٹھہرے رہے۔

دوسرے مقام پہ ہے یہ بھی آپ ﷺ کا معمول رہا کہ روزانہ دو دفعہ تمام ازواج مطہرات کے ہاں تشریف لے جاتے ان کی خیریت دریافت فرماتے اور کچھ وقت وہیں گزار دیتے۔[10]

جداگانہ خاندانی نظام قرآن کی نظر میں

دینِ متین میں اگرچہ مشترکہ و جداگانہ دونوں نظام کی امثلہ ملتی ہیں لیکن جس نظام میں خوبیاں زیادہ اور برائیاں کم ہوں وہ جداگانہ نظام ہے۔ جہاں تک کھانے پینے میں پسند و ناپسند کا معاملہ ہے ڈھیر ساری افرادی قوت چونکہ ایک کھانے پہ متفق نہیں ہو سکتی ظاہر ہے سب کی طبیعتیں اور مزاج مختلف ہیں جب ربِ کریم نے ہر فرد کا نظام ہی مختلف بنایا ہے تو ایک انسان اس نظام اور مزاج کو کیوں کر تبدیل کر سکتا ہے۔ اسلام کے مطلوبہ خاندانی نظام کی خوبیوں میں سے ایک یہ بھی خوبی بتائی گئی ہے کہ رشتہ دار و دیگر لوگ آپس میں دعوتوں کا سلسلہ چلاتے رہیں تاکہ قریبی و دیگر کمزور لوگ ایک دوسرے کا کھانا ضرورت کے وقت کھا سکیں جیسا کہ قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے:

"لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ"[11]

---

[10] ایضاً، حدیث نمبر ۴۹۱۸

[11] النور ۲۴/ ۶۱

نابینا پر کوئی حرج نہیں اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ بیمار پر کوئی حرج ہے اور نہ خود تم پر کوئی حرج ہے کہ تم اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے کھاؤ یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنے بہنوں کے گھروں سے کھاؤ یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی چابیاں تمہارے قبضے میں ہوں یا اپنے دوست کے گھر سے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم سب مل کر کھانا یا الگ الگ کھانا پھر جب تک گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں پر سلام کر دیا کرو اللہ سے اچھی دعا کرو برکت اور پاکیزگی اللہ کی طرف سے نازل ہو اللہ اسی طرح تمہارے لئے آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

اس آیت کریمہ میں نہ صرف بہن، بہنوئی، خالہ و چچی کا گھر الگ بتایا گیا بلکہ ماں باپ، بہن و بھائیوں کے گھر بھی ایک دوسرے سے الگ بتائے گئے ہیں جس میں اس بات کی طرف واضح صراحت ہے کہ ان رشتہ داروں کے گھر ایک دوسرے سے الگ ہونے چاہیں اسی طرح ایک اور نکتہ بھی بیان ہوا اس آیت میں شتی کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے کہ سب ملکر کھانا کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ۔

اسی آیت کریمہ کی تفسیر میں امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

"اس آیت میں تمام رشتہ داروں اور قرابت داروں کا اس تصریح کے ساتھ الگ الگ جو ذکر آیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عرب میں مشترک خاندانی نظام کا رواج نہیں تھا بلکہ ہر بالغ شادی کے بعد اپنا الگ گھر بساتا تھا"[12]

جداگانہ خاندانی نظام فقہ کی نظر میں

---

[12] اصلاحی، امین احسن، مولانا، تفسیر تدبر القرآن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۰۹ء، جلد ۵، ص ۴۳۰

اسلام کا مطلوبہ نظام جداگانہ خاندانی نظام ہے جو تقریباً اسلامی اصولوں کے مطابق ہے اور اسلام سے قریب تر بھی ہے اس لئے بلوچ و پشتون اقوام اس نظام کو اپنائیں تاکہ معاشرتی و اسلامی خرابیوں سے معاشرہ پاک رہے اور وہ اسلامی اصولوں کے مطابق ایک کامیاب زندگی گزار سکیں۔ مشترکہ خاندانی نظام میں میاں بیوی کی رازداری اور پردہ داری اور بے سکونی کا اہم مسئلہ ہے اس لئے اس حوالے سے شرعی اصولوں کے مطابق اس کو پرکھنا بے حد ضروری ہے۔ دینِ متین کا پسندیدہ طرزِ معاشرت یہ ہے کہ زوجہ کو حق سکنیٰ الگ دیا جائے شادی کے بعد مرد پہ بیوی کے حوالے سے جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شوہر بیوی کو الگ گھر مہیا کرے تاکہ بیوی ایک پرسکون زندگی گزار سکے اور شوہر کے متعلقین کی مداخلت نہ ہو اگر شوہر کی استطاعت میں گنجائش ہے تو الگ گھر کا مطالبہ ٹھیک ہے ورنہ اسی گھر میں ایک خاص جگہ زوجہ کے لئے مختص کر دے۔

صاحب ھدایہ لکھتے ہیں:

"وعلی الزوج ان یسکنها فی دار مفردة لیس فیهااحد من اهله الا ان یختار ذلکٰ لان السکنیٰ من کفایتها فیجب کالنفقة وقد اوجبه الله تعالیٰ مقرونا بالنفقة واذا وجب حقا لها لیس له ان یشرک غیرها فیه لانها تتضرر به فانها لا تامن علیٰ متاعها ویمنعها عن المعاشرة مع زوجها ومن الاستمتاع الا ان تختار لانها رضیت بانتفاص حقها وان کان له ولد من غیرها فلیس له ان یسکنه معها لما بینها ولو اسکنها فی بیت من الدار مفرد وله غلق کفاها لان المقصود قد حصل"[13]

شوہر پر واجب ہے کہ بیوی کو علیحدہ ایک ایسے گھر میں رکھے جس میں اس کے اہل خانہ کا کوئی فرد نہ ہو الا یہ کہ بیوی اسے خود پسند کرے کیوں کہ رہائش عورت کی کفایت میں سے ہے لہذا نفقہ کی طرح وہ بھی واجب ہو گی اور اللہ تعالیٰ نے نفقہ کے ساتھ ملا کر اسے واجب کیا ہے اور جب سکنیٰ عورت کے لئے حق ٹھہرا تو شوہر کے لئے بیوی کے علاوہ کو اس میں شریک کرنا درست نہیں ہے اس لئے کہ اس سے بیوی کو ضرر ہوتا ہے کیوں کہ وہ اپنے سامان پر مطمئن نہیں

[13] المرغینانی، علی بن ابی بکر، ابوالحسن، الھدایہ، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، ندارد، ج ۲، ص ۴۴۱

ہو سکتی اور اشتراک بیوی کو اس کے شوہر کے ساتھ ملکر رہنے اور فائدہ حاصل کرنے سے روکے گا الا یہ کہ بیوی اسے پسند کرتی ہے کیوں کہ وہ اپنے حق کی کمی پر راضی ہو گئی ہے اور اگر اس کے علاوہ دوسری بیوی سے شوہر کا کوئی لڑکا ہو تو شوہر کو اسے بیوی کے ساتھ رکھنے کا حق نہیں ہے اس دلیل کی وجہ سے جو ہم بیان کر چکے اور اگر شوہر نے گھر کے کسی علیحدہ کمرے میں عورت کو ٹھہرایا اور اس کمرے کا بند دروازہ بھی ہو تو یہ اس کے لئے کافی ہے اس لئے کہ مقصود حاصل ہو چکا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ شادی کے بعد زوجہ کا بنیادی حق یہ ہے کہ اس کی مرضی کے بغیر کسی اور کو شوہر گھر میں نہیں رکھ سکتا یہاں تک کہ دوسری بیوی سے اپنے لڑکے کو بھی ایک مکان میں نہیں رکھ سکتا ہاں اگر کوئی کمسن بچہ ہو تو یہ ایک استثنائی صورت ہے مشترکہ مکان بہت سارے پہلوؤں کے لحاظ سے بیوی کے لئے بے سکونی کا سبب بن سکتا ہے ہاں یہ نقطہ جاننا ضروری ہے کہ زوجہ اگر خود اپنے الگ گھر کے مطالبے سے پیچھے ہٹ جائے تو کسی اور کو گھر میں رکھا جا سکتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

"اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ"[14]

ان (مطلقہ) عورتوں کو اپنی وسعت کے مطابق وہیں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو اور ان کو تنگ کرنے کے لیے ان کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔

یہ آیت کریمہ اگرچہ مطلقہ کے بارے میں ہے مگر نقطہ یہ ہے کہ جب طلاق یافتہ بیوی کو بھی نفقہ دینا لازم ہے تو بیوی کو تو بدرجہ اولیٰ دینا لازم ہو گا۔

اسی حوالے سے ابن قدامہ لکھتے ہیں کہ تمام اہل علم اس بات پہ متفق ہیں کہ بیوی کو نفقہ دینا شوہر پر لازم ہے سوائے اس کے کہ بیوی نافرمان ہو۔[15] جبکہ نفقہ میں عموماً تین چیزیں مراد لی جاتی ہیں خوراک، لباس اور مسکن۔[16]

---

[14] الطلاق، ۶۵/۶

اب صورت حال یہ ہے کہ بلوچ معاشرہ مفلسی کی زندگی گزارنے پہ مجبور ہے جبکہ اس کے مقابلے میں پشتون مال دار ہیں مگر دونوں ہی مشترکہ نظام میں زندگی بسر کرتے ہیں ان حالات میں پشتون کو تو چاہئے کہ وہ بیوی کو الگ رہائش مہیا کریں جس میں کسی کی مداخلت نہ ہو قرآن و حدیث کی واضح تصریح اسی کی تائید کرتی ہے۔ اور جہاں تک بلوچ معاشرے کا تعلق ہے تو اب جنکے پاس مالی وسائل ہوں تو وہ اسی پہ عمل کریں اور جو مفلسی کی زندگی گزار رہے ہیں غربت و مفلسی کی زندگی میں ہر ایک کے لئے الگ گھر مہیا کرنا ممکن نہیں اس لئے ایک ہی گھر میں بیوی کو الگ سے مسکن بنا کر دیا جائے اور تمام گھر والے بالخصوص سسرال میں ساس و نندوں کو چاہیے سب پیار و محبت کی زندگی بسر کریں بہو کے ساتھ ہر ممکن کوشش کریں کہ اسکا دل گھر میں لگا رہے اور حسنِ سلوک سے پیش آئیں کسی قسم کی ناگواری کی صورت میں بہو و ساس آگے بڑھ کر اس معاملے کو سلجھا دیں تاکہ کوئی بھی ایسا معاملہ زیادہ طول نہ پکڑے جس کی وجہ سے جھگڑا بڑھنے لگ جائے اسی طرح بہو کو بھی چاہئے کہ وہ ساس و سسر کو ماں باپ کا درجہ دے اور حتیٰ الامکان گھر کے ماحول کو خوشگوار بنانے میں اہم کردار ادا کرے۔

سروے رپورٹ اور فقہی جزئیات

مشترکہ خاندانی نظام میں رزقِ حلال کھانا آسان ہے؟	جی ہاں	جی نہیں	سروے رپورٹ
	۷۰.۲۷	۲۹.۷۲	اس رپورٹ سے واضح ہوا کہ ستر فیصد لوگ مشترکہ نظام میں رزقِ حلال کمانے اور کھانے کی حمایت میں ہیں اور تیس فیصد اس کے

[15] ابن قدامہ، ابو محمد عبد اللہ بن احمد، المغنی، مکتبہ الریاض الحدیثیہ الریاض، ۱۹۸۱ء، ۶/ ۲۳۰

[16] الجزیری، عبد الرحمٰن، کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ، دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت ۲۰۰۲ء، ج۴، ص ۵۳۵

			برعکس ہیں۔[17] ۱۷

مشترکہ خاندانی نظام میں رزق حرام کی آمیزش کا شرعی حل

مشترکہ خاندانی نظام میں اگر کسی ایک کی آمدنی حرام ہو تو حلال و حرام کمائی کے مشترکہ نظام میں اس کمائی کی درج ذیل صورتیں ہیں:

1۔ اگر سب کی کمائی کی ترتیب وار باری آتی ہے مثلاً کچھ دن ایک فرد کی اور کچھ دن حرام کمائی والے فرد کی تو ایسی صورت میں حرام کمائی کے اخراجات کو کھانا حرام ہے۔

2۔ اسی طرح سب شرکاء کے ذمہ مختلف چیزیں ہوں جیسا کہ عمومی طور پہ مشترکہ نظام میں ہوتا آرہا ہے کوئی گھریلو راشن لاتا ہے تو کوئی آٹا اور گھی وغیرہ لاتا ہے تب بھی حرام کمائی والے فرد کی کمائی حرام ہے۔ کیوں کہ ان دونوں صورتوں میں حرام کمائی والے فرد کی کمائی متعین ہے اس لئے اس کا کھانا جائز نہیں۔

3۔ اسی طرح اگر بعینہ حرام مال سرپرست کے حوالے کرے جیسے چوری یا رشوت کے ذریعے سامان خرید کر دے تو یہ بھی جائز نہیں ہے۔

4۔ اور اگر اس آمدنی کو جمع کرنے کا طریقہ یہ ہو کہ سب کی رقم ایک ساتھ جمع ہو کر سرپرست کے پاس جائے تو اس میں بھی کمائی کی مقدار دیکھی جائے گی اگر تو اکثریت حرام مال کی ہو تو سب حرام ہو گی اور اگر اکثریت حلال کی ہو گی تو حلال ہے۔

فتاوی قاضی خان میں اس کی وضاحت اس طرح ہے:

---

[17] بلوچستان کے تمام اضلاع کا انٹرویو، محمد اسلم حسنی، ۲۰۲۳ء

"قال الناطقی اذا اهدیٰ الرجل الی انسان او اضافه ان کان غالب مال المهدی من الحرام ینبغی له لا یقبل الهدیه ولا یاکل من طعامه مالم یخبر انه حلال ورثه او استقرضه من غیره وان کان غالب مال المهدی من الحلال لا باس بان یقبل الهدیة ویاکل مالم یتبین عنده انه حرام لان اموال الناس لا تخلو عن قلیل حرام فیعتبر الغالب "[18]

ناطقی نے کہا اگر کوئی شخص کسی کو ہدیہ دے یا اس میں اضافہ کرے اگر مھدی کی زیادہ تر رقم حرام کی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ تحفہ قبول نہ کرے اور نہ اس کھانے میں سے کھائے جب تک یہ واضح نہ ہو کہ یہ حلال ہے اسے مال وراثت میں ملا یا کسی اور سے قرض لیا اور اگر مھدی کے مال کی اکثریت حلال چیزوں سے ہو تو اس کے ہدیہ لینے اور کھانے میں کوئی حرج نہیں جب تک کہ اس پر یہ واضح نہ ہو جائے کہ یہ حرام ہے کیونکہ لوگوں کا مال قلیل حرام سے خالی نہیں ہوتا اس لیے غالب کا اعتبار کیا جائے گا۔

مشترکہ خاندانی نظام میں کفالت کس کے ذمہ ہے؟	فرد واحد	تمام	رپورٹ
	۴۰.۵۴	۵۹.۴۵	اس سروے سے واضح ہوا کہ اکتالیس فیصد لوگ مالی لحاظ سے فرد واحد پہ اکتفا کرتے ہیں اور بقایا ساٹھ فیصد تمام افراد کی حمایت کرتے ہیں۔[19]

کفالت کی خرابیاں اور اسکا شرعی حل

[18] فخر الدین، حسن بن منصور، فتاوی قاضی خان فی المذاهب الامام الاعظم ابی حنفیہ النعمان، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، کتاب الحظر ولاباحۃ، ۲۰۰۹ء، ج۳، ص۲۴۴

[19] بلوچستان کے تمام اضلاع کا انٹرویو، محمد اسلم حسنی، ۲۰۲۳ء

مشترکہ نظام میں سرپرست کو مال کا مالک بنایا جاتا ہے یا وکیل کی حیثیت حاصل ہوتی ہے اگر تو پہلی صورت ہے تب تو جہاں وہ چاہے وہ مال کسی بھی مصرف میں استعمال کر سکتا ہے لیکن اگر دوسری صورت ہو تو ایسی صورت میں وہ مال بطور امانت انکے پاس رہے گا اگر اس میں سرپرست کوئی کمی کوتاہی کرتا ہے تو یہی چیز بہت ساری غلط فہمیوں کو جنم دیتی ہے جس کی وجہ سے اچھے بھلے محبتوں والے رشتوں کا انجام دشمنی پہ نکلتا ہے یہ مشاہدہ راقم خود کر چکا ہے جہاں بھائی مشترکہ نظام سے جب جان چھڑاتے ہیں تو بعضوں کے پاس بہت سی جائیداد نکل آتی ہے اور بعض بیچارے خالی ہاتھ ہوتے ہیں یہی مشترکہ نظام کا بہت بڑا نقصان ہے۔ اگر تو بھائی سب کمائی ایک ساتھ جمع کرتے ہیں اس سے اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں تو اگر کل یہ بھائی جدا ہو جائیں اور مال مشترک ہو کسی بھائی کا حصہ متعین نہ ہو تو ایسی صورت میں تمام موجودہ مال بھائیوں میں برابر تقسیم ہو گا اور اگر بھائی صرف گھر میں ساتھ رہتے ہیں اور سب کی اپنی کمائی ہے البتہ گھریلو اخراجات کے لئے اپنا اپنا کچھ حصہ ڈالتے رہتے ہیں ایسی صورت میں اگر بھائی علیحدہ ہو جائیں تو ہر شخص اپنی کمائی کا خود مالک ہے کسی کی کمائی میں دوسرا شریک نہیں ہو سکتا جیسا کہ حاشیہ ابن عابدین میں ہے:

" اجتمعا في دار واحدة واكتسبا ولا يعلم التفاوت فهو بينهما بالسوية تنبيه يؤخذ من هذا ما أفتى به في الخيرية في زوج امرأة وابنها اجتمعا في دار واحدة وأخذ كل منهما يكتسب على حدة ويجمعان كسبهما ولا يعلم التفاوت ولا التساوي ولا التمييز فأجاب بأنه بينهما سوية۔[20]

دو شریک ایک ہی گھر میں رہیں اور وہ دونوں کماتے ہوں اور ان کی کمائی کے درمیان تفاوت نہ کیا جا سکے تو ان کے مابین وہ مال برابری کی بنیاد پہ تقسیم ہو گا اسی پہ فتوی ہے خیریہ میں ہے ایک عورت کا شوہر اور اسکا بیٹا ایک ہی گھر میں اکٹھے رہیں اور ان میں سے ہر ایک الگ الگ کمائے اور وہ کمائی ایک ساتھ جمع کرتے جائیں اور ان کی کمائی میں تفاوت

---

[20] ابن عابدین، علامہ، محمد امین، رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الشرکۃ، فصل فی الشرکۃ الفاسدۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، ۲۰۰۳ء، ج ۴، ص ۳۲۵

بھی نہ کیا جاسکے اور نہ برابری کا کوئی علم ہو اور نہ ان کے مابین تمیز کی جاسکتی ہو تو اسکا جواب یہ ہے کہ ان دونوں سے برابری کی بنیاد پہ لیا جائے گا۔

البحر الرائق میں ہے:

" لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي."[21]

کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ بغیر عذرِ شرعی کسی کا مال ہڑپ کر جائے۔

آج اس نظام کی خوبیوں میں یہ بات بھی بیان کی جاتی ہے کہ کتنے برداشت والے لوگ ہیں جو اتنے عرصے سے ماشاء اللہ ساتھ اور بڑی تعداد میں بستے ہیں مگر کوئی اس نظام کو جھانک کر تو دیکھے اس نظام میں سب چپ کے روزے رکھنے پہ مجبور ہو جاتے ہیں ان میں سے کسی ایک کے صبر کا مادہ بھی پھٹ پڑا تو سارا کچا پٹا باہر آجائے گا اس نظام کی کامیابی کا ڈنکہ تب تک بجتا رہتا ہے جب تک خاندانی افراد خاموش ہیں جیسے ہی اس خاموشی میں آواز آگئی تو اس نظام کا زوال شروع ہو جاتا ہے۔ مشترکہ نظام میں سب کا مال برابری کی بنیاد پہ سرپرست کے پاس ہوتا ہے اب سرپرست بسا اوقات بغیر کسی حساب کے اس مال کو کھالیتا ہے دین اسلام نے مال کی ملکیت کے ذرائع کی واضح تعیین کر دی ہے جن کی تعداد تین بیان کی جاسکتی ہے۔ ایک آدمی کی اپنی کمائی ہو دوسرا کسی نے ھدیہ دیا ہو تیسرا ترکے میں کوئی مال ملا ہو اس کے علاوہ کسی مال پہ قبضہ یا تصرف ناجائز اور باطل ہے جیسا کہ قرآنِ پاک نے واضح بیان کر دیا۔ جیسا کہ قرآنِ پاک نے واضح بیان کر دیا:

"يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا"[22]

---

[21] نسفی، حافظ الدین، ابو البرکات، عبد اللہ بن احمد، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب الحدید، فصل فی التعزیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، ۱۹۹۶ء، ج۵، ص۴۴

(اے ایمان والو ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ سوا اس کے کہ باہمی رضامندی سے تجارت ہو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو بیشک اللہ تم پر رحم فرمانے والا ہے۔

مشترکہ خاندانی نظام تربیت اولاد کے لئے بہتر ہے؟	جی ہاں	جی نہیں	سروے رپورٹ
	۵۹.۴۵	۴۰.۵۴	ساٹھ فیصد لوگ تربیت اولاد کے لئے مشترکہ نظام کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ بقایا چالیس فیصد جداگانہ نظام کو تربیت اولاد کے لئے بہتر سمجھتے ہیں ۔[23] ۲۳

مشترکہ نظام میں تعلیم اور تربیت اولاد

مشترکہ خاندانی نظام چونکہ بہت سارے افراد پہ مشتمل ہوتا ہے جن میں دادا دادی بھی شامل ہوتے ہیں جنکا چھوٹے بچوں کی تربیت میں بنیادی کردار ہوتا ہے جو بچوں کو خاندانی و معاشرتی روایات سے آشنا کرتے ہیں بڑوں کی عادات و اطوار چھوٹوں میں منتقل کرتے ہیں بچوں کی ذہنی جسمانی نشوونما اور تربیت میں مشترکہ نظام کا اہم کردار ہے ایک بچہ جسے اپنے والدین کے علاوہ (دادا، دادی، تایا، چچا) کی محبت و شفقت کی توجہ کا مرکز ہوتے ہیں جس کی وجہ سے بچوں کی خود اعتمادی کا رجحان بڑھ جاتا ہے مختلف امور اور معاملات میں بچوں کی راہنمائی کرتے ہیں نہ صرف دینی اقدار سے روشناس کراتے ہیں بلکہ اس میں اوصاف بھی پروان چڑھاتے ہیں بچوں کو سبق آموز کہانیاں سنا کر ان کو معاشرے کا

---

[22] النساء، ۴/ ۲۹

[23] بلوچستان کے تمام اضلاع کا انٹرویو، محمد اسلم حسنی، ۲۰۲۳ء

سود مند فرد بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں یہی وجہ ہے ماہرین نفسیات بچوں کے ابتدائی دو سال کو بہت اہم جانتے ہیں کیونکہ انہیں دو سالوں میں بچوں کی تربیت کا ۹۵ فیصد حصہ مکمل ہو چکا ہوتا ہے اسی لئے یہ بات بڑی اہمیت کی حامل ہے بڑوں کی وجہ سے بچے میں بہت ساری خوبیاں اجاگر ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے بچے خاندانی روایات اور طریقوں کو سیکھ لیتے ہیں اور معاشرتی فلاح کے ایک ضامن فرد بن جاتے ہیں۔ البتہ وہ مشترکہ خاندانی نظام جہاں معاشی طور پہ استحکام نہ ہو یا بہت سارے فرد بے روزگار ہوں اور کوئی ذریعہ معاش بھی نہ ہو تو ایسے حالات میں بہت سارے بچوں کی ایک ہی جگہ پہ تربیت و تعلیم بہت مشکل امر ہے کیونکہ جب کسی انسان کے پاس مادی قوت بھی نہ ہو اس کے ساتھ ساتھ روحانیات کا بھی فقدان ہو تو انسان کو بہت ساری پریشانیاں گھیر لیتی ہیں جس کی وجہ سے وہ انسان اندر سے ٹوٹ چکا ہوتا ہے اسکا اعتماد و بھروسہ و یقین ختم ہو چکا ہوتا ہے ایسے حالات میں وہ بچوں کی کیا تربیت کر سکے گا۔

مشترکہ خاندانی نظام میں عدل و انصاف ممکن ہے؟	جی ہاں	جی نہیں	سروے رپورٹ
	۶۲.۱۶	۳۷.۸۳	سروے کے مطابق باسٹھ فیصد لوگوں کی رائے میں مشترکہ نظام میں عدل و انصاف ممکن ہے جبکہ اڑتیس فیصد کے نزدیک ممکن نہیں۔[24] ۲۴

مشترکہ نظام میں عدل وانصاف کی فراہمی مشکل امر

[24] بلوچستان کے تمام اضلاع کا انٹرویو، محمد اسلم حسنی، ۲۰۲۳ء

مشترکہ نظامِ رہائش میں چونکہ تمام گھر والے ایک ساتھ رہتے ہیں جس کی وجہ سے کھانا پینا تمام کا ایک جیسا ہوتا ہے مشترکہ نظامِ رہائش میں انسان کو اپنی پسند و ناپسند کو قربان کرنا پڑتا ہے اس نظام میں نہ تو بندہ اکیلا اپنی پسند کی چیز باہر سے منگوا سکتا ہے اور نہ تنہا کھا سکتا ہے اور نہ اپنے بچوں کو کھلا سکتا ہے اس کو اتنی گنجائش رکھنی ہو گی کہ مشترکہ طور پہ تمام افراد کو شامل کرنا ہو گا یا جھگڑے کے لئے تیار رہنا ہو گا اگر اکیلا کھائے تو اس طرح خاندانی افراد خود غرضی کا شکار ہو جاتے ہیں اپنی ترجیحات کو پس پشت ڈالنا ہوتا ہے جو کسی بھی انسان کے لئے بہت مشکل امر ہے گھر میں بھیڑ ہونے کی وجہ سے بہت ساری مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے جس کی وجہ سے انسان اکثر اوقات بے چین و بے سکون رہتا ہے اسی طرح خانگی امور میں بھی میاں بیوی بے سکون رہتے ہیں اسلامی عائلی نظام میں اسلام نے میاں بیوی کی زندگی کو سہل بنایا ہے جبکہ مشترکہ خاندانی نظام میں اس رشتے کو بہت ساری پیچیدگیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں اس نظام میں گھریلو افراد کے ساتھ تعلقات میں اونچ نیچ ہو ہی جاتی ہے انسانی فطرت ہے انسان ایک ہی انسان کے ساتھ برسوں رہے اور بہت سارے عیوب سے واقف بھی ہو تو انسانی طبیعت بوجھل محسوس ہونے لگتی ہے جو بیزاری کا سبب بنتی ہے۔ اسی فطرت انسانی کے باعث نبی اکرم ﷺ نے انسان کو دوسرے فرد کے ساتھ وقفے سے ملنے کی ترغیب دلائی ہے یہ روایت نبی کریم ﷺ نے تقریبا نو صحابہ کرام سے ارشاد فرمائی ہے چنانچہ مستدرک حاکم میں ہے:

" عَنْ حَبِيبِ بْنِ مَسْلِمَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا"[25]

حبیب بن مسلمہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا ملاقات میں ناغہ کرو اس سے تمہاری محبت میں اضافہ ہو گا۔

مشترکہ رہائش خاندانی افراد میں بہت سارے رذائل کو جنم دیتی ہے یہ نظام جھوٹ، چوری، بہتان، غیبت اور الزام تراشی کی آماجگاہ ہے پورا خاندانی نظام برائی کی جڑ بن جاتا ہے چھوٹی چھوٹی باتیں بڑے جھگڑے کا سبب بن جاتی ہیں۔

---

[25] الحاکم، نیشاپوری، محمد بن عبد اللہ، المستدرک الحاکم علی الصحیحین، ذکر مناقب حبیب بن مسلمہ الفھری، حدیث نمبر ۵۴۷۷

مشترکہ خاندانی نظام میں معاشرتی طور پہ آنے والی دلہن کو نفسیاتی دباؤ میں رکھا جاتا ہے میاں بیوی جن کو تنہا ماحول کی ضرورت ہے جس کی وجہ سے دونوں انجان ایک دوسرے کو اچھے سے جان سکیں مگر اس ماحول میں ان کو موقع مہیا نہیں ہوتا دلھن گھر کی نوکرانی نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنی نئی زندگی شروع کرنے آئی ہے مگر بلوچ و پشتون کلچر میں بیوی کو گھر کی نوکرانی جانا جاتا ہے تمام گھر کے کام کاج اس کے کھاتے میں ڈالے جاتے ہیں ہاں وہ مشترکہ خاندانی نظام جس میں تمام انسانوں کے حقوق کو برابر رکھا جائے تو کامیاب ہو سکتا ہے لیکن ایسا ہونا بہت مشکل ہے تمام کام کاج کو علیحدہ علیحدہ تقسیم کیا جائے تمام لوگ اپنے حصے کا کام برابر کرتے رہیں اور مزید عدل و انصاف کو یقینی بنایا جائے کسی کی حق تلفی نہ ہو تب ہی یہ نظام کامیاب ہو سکتا ہے۔

خلاصہ بحث

مشترکہ وجداگانہ نظام دونوں ہی دین اسلام کی مشروعیت کے مطابق ہیں دونوں ہی کے مثبت و منفی پہلو ہیں البتہ جب دونوں نظام کا باہمی موازنہ کیا جائے تو جو نظام شریعت مطہرہ کے زیادہ قریب اور بہتر ہے تو وہ نظام جداگانہ ہے کہ اس نظام میں مشترکہ نظام کی بہ نسبت کم خامیاں ہیں جبکہ اس کے مقابلے میں مشترکہ نظام میں مشکلات اور خامیاں کچھ زیادہ ہیں علاوہ ازیں یہ نظام دینِ متین کی تعلیمات کی مطابقت بھی رکھتا ہے۔ جداگانہ و مشترکہ نظام کے بارے سروے سے کچھ خوبیاں اور خامیاں مزید واضح ہو گئیں اور یہ بھی واضح ہوا کہ قبائلی لوگ اب بھی مشترکہ نظام کو ہی ترجیح دیتے ہیں لیکن بہ نسبت ماضی کے اب مشترکہ نظام میں دلچسپی کم ہوتی جارہی ہے مشترکہ نظام کے متعلق جو سروے کیا گیا ہے۔ اس میں کچھ سوالات اور اسکے جوابات شرع سے موافقت نہیں رکھتے مثلاً مشترکہ نظام میں پردہ داری سب سے بڑا مسئلہ ہے اس کا حل شرع کی روشنی میں بیان کیا گیا اس طرح مشترکہ نظام میں حلال و حرام رزق کی

بھی آمیزش ہو جاتی ہے اور یہ آمیزش جداگانہ نظام کی بہ نسبت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ جداگانہ نظام میں گھر کا سربراہ خود تو حرام رزق سے بچنے کی کوشش کر سکتا ہے۔

لیکن جہاں افرادی قوت زیادہ ہو تو وہاں تمام افراد کو رزقِ حلال کمانے پہ مجبور کرنا ایک مشکل امر ہے حلال و حرام رزق کی آمیزش کا شرعی حل پیش کیا گیا مزید مشترکہ نظام میں عدل و انصاف کو قائم رکھنا بھی مشکل امر ہے کیونکہ جہاں انسانوں کی افرادی قوت ہو اور وہاں معاشی استحکام بھی نہ ہو تو عدل و انصاف کس طرح قائم ہو سکتا ہے علاوہ ازیں مشترکہ نظام میں گھر کی کفالت کسی ایک فرد کے ذمہ ہوتی ہے پھر وہی ایک فرد بقایا لوگوں سے بھی کچھ لے کر گھر کا نظام سنبھال لیتا ہے۔ لیکن شرعی لحاظ سے کفالت کی ذمہ داری کے بھی کچھ اصول و ضوابط ہیں مشترکہ نظام میں ان اصولوں کی پاسداری رکھنا بہت ہی مشکل ہے۔

مشترکہ نظام میں اولاد کی تربیت کی اگرچہ کچھ خوبیاں بھی ہیں لیکن اس میں بھی اولاد کی تربیت کے حوالے سے بہت سے مسائل درپیش آسکتے ہیں۔ مثال کے طور پہ اگر کوئی اپنی اولاد کی تربیت کسی خاص جہت میں کرنا چاہتا ہے تو ایسی صورت میں مشترکہ نظام ان کے لئے رکاوٹ بن سکتا ہے۔

معاشرتی طرزِ عمل کو بہتر سے بہتر بنانا دینِ متین کی ترجیحات ہیں شرع انسان کو بہترین اسوہ حسنہ کا حکم دیتی ہے نبی کریم ﷺ کی زندگی ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے آپ ﷺ اور ازواجِ مطہرات کی زندگی بھی اسی (جداگانہ نظام) کی تعلیم دیتی ہے۔ دور جدید کے تقاضوں کے مطابق معاشرے کو بھی چاہئے کہ وہ اپنا طرز عمل نبی کریم کے اسوہ کے مطابق سنواریں اسی میں ہماری عافیت ہے۔